© rasailojaraid.com

تعارف وتبصرہ

محمد عبداللہ *

فرنگیوں کا جال

مولانا امداد صابری (مصنف)، فارق ارگلی (مرتب)، فرید بک ڈپوئی دہلی، ۲۰۰۸ء، صفحات ۵۹۳،
مجلد ۱۵۰ ہندوستانی روپے

برصغیر میں انگریزوں کی تاجرانہ آمد سے سیاسی قبضہ کے استحکام (۱۸۵۷ء) اور بلاشرکت غیرے اقتدار (۱۹۴۷ء) تک کے دور کو نوآبادیاتی دور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں ان کے خیال میں اس خطہ کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی ترقی کے لیے بہت کچھ کیا گیا لیکن ہندوستان کے باشندے بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس دور کو بیرونی غلبہ کا دور ہی سمجھتے رہے۔ نیز اس مغصوبہ حکومت سے گلوخلاصی کے لیے منظم وغیر منظم ہر دو طرح سے کوششیں ہوئیں۔ نوآبادیاتی دور بالخصوص ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے محرکات، واقعات اور اثرات پر متعدد اہل علم نے قلم اٹھایا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ انگریز سرکار کا مقابلہ کرنے والوں کو حریت پسندوں سے تعبیر کیا اور انہیں قومی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔ جنھوں نے اپنے دین اور ملک وقوم کی آزادی کے لیے غیر معمولی قربانیاں دیں۔

مولانا امداد صابری (پ: ۱۹۱۴ء) کا تعلق ہندوستان کے اس خانوادے سے ہے جنھوں نے استعماری قوتوں اور مسیحی سرگرمیوں کا علمی و عملی دونوں محاذ پر بڑی جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپ کے والد گرامی مولانا شرف الحق دہلوی (۱۸۶۷ء-۱۹۳۶ء)، مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور بڑے مناظر تھے۔ چنانچہ اسی پس منظر میں مولانا امداد صابری نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی حیات و خدمات پر پہلا باضابطہ تذکرہ 'آثارِ رحمت' کے نام سے لکھا۔ اردو صحافت پر ان کی کتاب 'تاریخ صحافت اردو' تین جلدوں میں ہے۔ مگر جو شہرت زیر نظر کتاب فرنگیوں کا جال کو حاصل ہوئی وہ شہرت کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ بلکہ کتاب اس دعویٰ کے ساتھ پیش کی جارہی ہے، ''ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے بعد عیسائی مشنریوں کی اسلام و مسلمانوں کے خلاف ناپاک سازشوں اور علمائے اسلام کی ایمان افروز جدو جہد کی مکمل تاریخ جسے برطانوی حکومت نے ضبط کرلیا تھا۔''

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاضل مصنف امداد صابری نے سبب تالیف میں علماء کرام کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ گروہ جو حکومتِ برطانیہ کے خلاف عسکری محاذ پر سرگرم تھا جبکہ دوسرا گروہ جنہوں نے اپنی تحریر و تقریر سے مشنریوں کا جواب دیا۔ اگرچہ اول الذکر گروہ کی حکومت دشمنی علی الاعلان تھی تاہم ثانی الذکر گروہ بھی حکومت کے غیض و غضب کا نشانہ بنا۔ ان کی بھی جائیدادیں ضبط ہوئیں، وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ ان کی سرگرمیوں کو معطل کر دیا گیا۔ مصنف کے خیال میں 'فرنگیوں کا جال' مرتب کرنے کا بنیادی محرک یہی بے خبری تھی جو عوام الناس میں پائی جاتی تھی لیکن جس طرح وہ ایک جامع تذکرہ مرتب کرنا چاہتے تھے وہ تو نہ ہوسکا، اس کی بنیادی وجہ ان رپورٹس کی عدم دستیابی تھی جو صوبے کے ہر حصے میں موجود تھیں اور ردنصاریٰ میں حصہ لینے والے علماء کرام کے حالات اور ان کے مناظروں کے واقعات بھی پوری طرح دستیاب نہ ہوسکے۔ تاہم زیرِ نظر کتاب کا مسالہ مصنف کے والدِ محترم مولانا شرف الحق دہلوی کے کتب خانہ سے دستیاب لٹریچر پر منحصر ہوا یا پھر اِدھر اُدھر سے کچھ مسیحی اداروں اور سرگرمیوں کی رپورٹس وغیرہ تھیں (ص:۲۳) جو میسر ہوئیں۔ ایسے میں جو بھی مواد میسرا ہوا اور مصنف نے فرنگیوں کا جال، میں جس طرح ترتیب دیا وہ بلاشبہ اتنا حکومت مخالف تو تھا کہ کتاب کی ضبطگی تک نوبت پہنچ گئی۔ کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے:

۱-عیسائی فرنگیوں کی ہند میں آمد۔

۲-قدیم ہند میں عیسائی تبلیغ۔

۳-انگریزی دور میں مشنری کام۔

۴-مشنری جال پھیلانے میں حکومت کا ہاتھ۔

۵-ہندوستان میں مشنری کام کرنے والے پادریوں کے حالات زندگی۔

۶-علماء اسلام کا جہادِ اکبر۔

۷-پادریوں سے علمائے کرام کے مناظرے۔

۸-(مسلمانوں کے قائم کردہ) کالج، سکول، یتیم خانے، انجمنیں اور اخبارات و رسائل۔

۹-مجاہدینِ ردِنصاریٰ کے حالاتِ زندگی۔

اگرچہ مذکورہ بالا سارے مباحث ہی قابل ذکر ہیں مگر یہاں ان کی تفصیلات دینا ممکن نہیں ہے البتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض اہم مباحث کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ انگریزی دور میں مشنری کام میں مصنف نے پادریوں کے کاموں اور سرگرمیوں کی خاصی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ ۱۸۱۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے برطانوی پارلیمنٹ سے تبلیغ نصرانیت کی باقاعدہ اجازت چاہی لیکن برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان میں امن و امان کے پیش نظر ایکٹ ۱۸۱۴ء منظور کیا جس میں طے پایا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز پادریوں کے لیے ایک بشپ اور تین ارڈیکن مقرر کیے جائیں اور بشپ کا صدر مقام کلکتہ ہوگا (ص: ۱۰۸) مصنف نے مختلف چرچ سوسائٹیوں کی سرگرمیاں، ان میں کام کرنے والے پادری، ان کے عہدے اور مراعات نیز زیر اثر آنے والے افراد گوشواروں کی شکل میں دیے ہیں۔ (ص: ۱۱۴)

ان اداروں میں مسلمانوں سے مناظرہ کی باقاعدہ تربیت بھی دی جاتی تھی۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں:

۱- مناظروں میں اعتراضوں کا جواب کس طرح دینا چاہیے؟

۲- غیر عیسائیوں کے اعتراضات کیا ہوتے ہیں؟

۳- غیر عیسائیوں میں روحانی ترقی کیونکر ہو؟

۴- دیسی عیسائیوں میں مذہبی ترقی کس طرح کی جائے؟ (ص: ۱۸۹)

ہندوستان کے تمام علاقوں میں قائم ادارے جو مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم ہوئے تھے باہر کے فنڈز سے چلتے تھے۔ ہندوستان میں پادری ایک نواب کی طرح ٹھاٹ سے زندگی گزارتے تھے وہ یسوع مسیح کی خدمت کے قابل اس وقت بنتے تھے جب ان کو ایک کثیر رقم دی جاتی تھی۔ ان کے کام کا صلہ معمولی نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کی تنخواہ چیف کمشنر کے برابر ہوتی تھی وہ روپیہ پانی کی طرح بہاتے تھے۔ (ص: ۱۳۹)

مسیحی سرگرمیوں اور بائبل کی نشر و اشاعت کے لیے ہندوستان میں پریس کی آمد بھی ایک انقلاب سے کم نہیں ہے جہاں ان سے بائبل کے تراجم کی اشاعت ہوئی وہیں فارسی و اردو زبان کو فروغ بھی حاصل ہوا۔ گارساں دتاسی نے اپنے خطبات میں ان سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ایسے علماء جو حکومت مخالف سرگرمیوں میں پیش پیش ہوتے انہیں ہر طرح کے قانون سے بالاتر سمجھا جاتا اور ان سے انسانیت سوز مظالم روا رکھے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جیل کے افسروں کو ہدایات تھیں کہ ایسے باغیوں کی جیلوں میں داڑھیاں تک منڈھوا دی جائیں۔ چنانچہ مولانا جعفر تھانیسری کے ساتھ جیل میں یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سانحہ پیش آیا۔ لکھتے ہیں:

''جیل کے دستور کے مطابق مقراض ہماری ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال وغیرہ تراش کر منڈی بھیڑ سا بنا دیتا اس وقت میں نے دیکھا کہ مولوی یحیٰ اپنی ڈاڑھی کے گرے ہوئے بالوں کو اٹھا کر کہتے تھے کہ افسوس نہ کر تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی۔'' (ص:۱۵۶)

مولانا امداد صابری نے ہندوستان میں مشنری کام کرنے والے پادریوں کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ ان میں دونوں طرح کے پادری شامل ہیں۔ باہر سے آنے والے انگریزی پادری جو مختلف علاقوں میں آئے اور مختلف عہدوں پر فائز تھے۔ ان میں سے بعض پادریوں کا مشنری جذبہ مثالی تھا، دوسرے وہ پادری جو دیسی تھے جنہوں نے باہر سے آنے والے پادریوں کے زیر اثر اپنا مذہب بدل کر عیسائیت اختیار کر لی تھی ان میں مسلمان، ہندو اور سکھ شامل تھے۔ جیسے پادری عماد الدین، پادری کالی چرن، پادری وارث الدین، پادری دینا ناتھ، پادری جے۔ایل۔ ٹھاکر داس، پادری طالب الدین اور پادری ماسٹر رام چندر شامل تھے۔ اسلام دشمنی میں دیسی پادری، بدیسی پادریوں سے بھی دو قدم آگے تھے۔ چنانچہ پادری عماد الدین کی تصنیفات کی بابت لکھا ہے۔

''طرزِ تحریر نہایت بھونڈا تھا اور دل شکن قلم کے مالک تھے، ان کے طرزِ نگارش نے مسلمانوں کے بہت دل دکھائے۔ چنانچہ پادری کریون نے ان کی بابت لکھا، اگر ۱۸۵۷ء کی مانند پھر غدر ہوتا تو اس شخص پادری عماد الدین کی بدعنوانیوں اور بے ہودہ گوئیوں سے ہوگا جو ان کو باہر پندرہ روپے کو کوئی نہ پوچھے اور مشن میں ۷۰ روپے اور کوٹھی ملے۔'' (ص:۲۲۳)

مولانا امداد صابری نے ان پادریوں کے کارہائے نمایاں کی خوب منظر کشی کی ہے۔ جو حکومتی وسائل سے پوری طرح مالا مال تھے۔ اور انہوں نے حکومت سے نفرت بھی عوام میں بٹھا دی تھی اس کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے جس کا ذکر گارساں دتاسی نے بھی کیا ہے۔

دلا گواہی حق پر، کر تو نظر   نصاریٰ کی جوتی، نصاریٰ کا سر

فاضل مصنف نے نہ صرف اس زمانے میں مسیحیوں سے ہونے والے مناظروں کی تفصیلات بھی بہم پہنچائی ہیں۔ جو دلچسپی کی حامل ہیں بلکہ مجاہدین ردِ نصاریٰ کے عنوان سے اس دور کے علماء کے حالات بھی قلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بند کیے ہیں۔ البتہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تذکرہ ان مناظرین میں کھٹکتا ہے۔ جس کے حالات بھی علماء کے ضمن میں قلم بند کیے گئے ہیں۔ البتہ کتاب کی اشاعت نو کرنے والوں نے ایک سطری نوٹ دے دیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلام کو یہود و نصاریٰ سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

بلاشبہ کتاب فرنگیوں کا جال، ایک تاریخی دستاویز ہے جس کی اہمیت اس دور میں بھی مسلم تھی اور آج بھی ہے۔ اس کی اشاعت نو پر مرتب اور ناشر دونوں ہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تاہم کچھ حقائق ایسے ہیں جن کا تعلق مصنف مولانا امداد صابری کے ساتھ ہے کہ ان کے مرتبہ کردہ ہیں۔ مثلاً بعض رپورٹس مصنف نے جوں کی توں لگادی ہیں ان کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ بعض مسیحی مآخذ پر اندھا اعتماد کرلیا گیا ہے۔ کہیں تراجم پر انحصار کرلیا گیا ہے۔ مصنف نے کتاب میں ساتھ ساتھ مآخذ کی نشاندہی کی ہے مگر صفحہ و مطبع کے بغیر کہیں کہیں معلوم ہوتا ہے کہ محض اخباری قسم کی معلومات جمع کردی ہیں، کہیں کہیں مبالغہ آرائی کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر وزیر خان کی وفات کی بابت لکھا ہے آپ نے آخری زندگی کا حصہ مکہ شریف میں اپنے ساتھی مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ساتھ گزارا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (ص: ۴۹۳)

حالانکہ مکہ میں جنت المعلیٰ ہے، جنت البقیع نہیں۔ اسی طرح کتاب کی اشاعت نو کے پیش لفظ میں قاری محمد میاں مظہری نے لکھا ہے، ''حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے مدرسہ کی سرپرستی کے لیے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کو مکہ معظمہ بلالیا تھا۔ (ص: ۵) حالانکہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے پہلے مکہ پہنچ چکے تھے۔

''فرنگیوں کا جال'' کی اشاعتِ نو پر اہلِ علم کو گونہ خوشی ہوئی مگر کتاب کا تکلیف دہ پہلو اس کی تحریر (کمپوزنگ) ہے جس پر مرتب نے اور نہ ہی ناشر نے کوئی خاطر خواہ توجہ دی ہے۔ اکثر مقامات پر سن عیسوی کا تذکرہ معاً ایک صدی آگے چلا جاتا ہے یا ایک صدی پیچھے، مثلاً ص ۱۰۹ پر ۱۸۲۳ء کا اندراج ہے، اسی سطر میں ۱۹۲۳ء درج ہوگیا ہے۔ یہ تقدیم و تاخیر کسی ایک جگہ پر نہیں متعدد جگہ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ پروف خوانی کی اغلاط کا تو شمار قطار ہی نہیں ہے حالانکہ جدید ایڈیشن میں فرنگی ناموں کا انگریزی تلفظ بھی دے دیا جاتا تو کتاب کی افادیت دو چند ہوجاتی، مگر مرتب و ناشر نے ٹائٹل بدلنے اور ایک عدد پیش لفظ لکھنے کے علاوہ کوئی زحمت گوارا نہیں کی تاہم ایک نایاب کتاب کا مکرر اشاعت پذیر ہوجانا ہی غنیمت ہے۔

© rasailojaraid.com